

Article:

ارض فلسطین اور مسلم یہود تعلقات

(آثار و روایات اور عصری صورت حال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

**Authors and
Affiliations**

Saima Shehzadi

Lecturer islamiyat, Government graduate College for
women Baghbanpura Lahore.

Email Add:

Madamsahi8@gmail.com

ORCID ID:

<https://orcid.org/0009-0005-0365-3677>

Published:

19-10-2023

Article DOI:

<https://doi.org/10.5281/zenodo.10472261>

Citation:

Saima Shehzadi. 2023. "ارض فلسطین اور مسلم یہود تعلقات (آثار و روایات اور عصری صورت حال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ): Palestine and Muslim, Jew's Relations (Traditions and Contemporary Situation An Analytical and Critical Review)". AL MISBAH RESEARCH JOURNAL, October, 71-86.

Copyright's info:

Copyright (c) 2023 AL MISBAH RESEARCH JOURNAL



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).

Published By:

REINCI: Research Institute of Culture and
Ideology, Islamabad.

INDEXATIONS



EuroPub



ارض فلسطین اور مسلم یہود تعلقات

(آثار و روایات اور عصری صورت حال کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ)

Palestine and Muslim, Jew's Relations

(Traditions and Contemporary Situation An analytical and critical review)

*Saima shehzadi

Abstract

In this article, in a narrative and analytical way, the habitual deception of Jews in Jewis-Muslim relation will be highlighted. The issues is a long standing human tragedy palestina, and it is the worst example of deprivation of basic human rights. The war between Muslims and Jews for the land of Palestine is a century long. Actually, this is not a war it is an Israeli aggression. residence of any society are allowed to live their lives in their own religious way, And for the sake of public order, every nobel society arranges for its holding in every case. But Israel is not willing to give these rights to the muslims population of Gaza. The number of muslims living in Palestine is about 15 lakhs. Who are not only deprived of basic rights but also protection of life and property. Adding to this tragedy is the indifference of the Muslim world who, instead of helping their Muslim brothers, have established fraternal relations with the Jews. It is not wrong to make a trade agreement or to have brotherly relations, But supporting the oppressor in this way while he is staining his hands with the blood of his own brother is the worst example of criminal relations.

Keywords: Palestine conflict, Israel, Muslim world, Human rights, Muslim, Jew'sh Relations.

تعارف

مسئلہ فلسطین مسلم دنیا کا دیرینہ اور تکلیف دہ مسئلہ ہے۔ فلسطین میں آباد دو بڑی اقوام مسلم و یہود کا دعویٰ ہے کہ فلسطین ان کی مذہبی وراثت ہے۔ اس ضمن میں دیکھا جا رہا ہے کہ بارہا عالمی برادری کی ثالثی کے باوجود اسرائیل نہایت ہٹ دھرمی سے دیگر اقوام بالخصوص مسلم آبادی کے فلسطین سے انخلاء پر بضد ہے اور فلسطین میں موجود مقامات مقدسہ کے تہاوارٹ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ اسرائیل کے لیے فلسطین کا حصول واحد مقصد زندگی نہیں بلکہ دنیائے عالم کا حصول اس کا مقصد ہے۔ اگرچہ یہود برادری پوری دنیا میں فتنہ و فساد، انقلابی تحریکوں اور سیاسی ریشہ دوانیوں کے اختراع کے موجد قرار پائے۔ فلسطین کو یہود ارض مقدس سے تعبیر کرتے ہیں جس کے لیے وہ عرصہ چار ہزار سال سے سرگرداں ہیں لیکن اپنے نفاق اور احکامات الہیہ کی نافرمانی کے باعث زوال کا شکار رہے۔ یہود کا

* Lecturer islamiyat, Government graduate college for women baghbanpura Lahore.

روہ ہمیشہ سے دیگر اقوام کے ساتھ تشدد نہ رہا ہے بلکہ بالخصوص مسلمانوں کو وہ اپنا زلی دشمن سمجھتے ہیں اور اس کی وجہ ان میں محفوظ کتاب اللہ کا ہونا ہے۔ فلسطین میں داخلے کے بعد یہود نے ۱۹۴۸ء سے تاحال عرب فلسطینیوں پر مظالم کی انتہا کر دی۔ اور آہستہ آہستہ مسلم آبادی کو غزہ میں دھکیل دیا یہی نہیں ان پر عرصہ حیات تنگ کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور غزہ کو دنیا کی سب سے بڑی کھلی جیل بنا دیا۔ حالیہ اسرائیلی حملوں میں نہ صرف ہزاروں مسلمان شہید ہوئے بلکہ زندہ بچ جانے والے اپنے پناہ گزینوں کو جبری طور پر غزہ سے انخلاء پر مجبور کیا گیا۔ ان پر تشدد اور انسانیت سوز واقعات کی دوران بھی حسب روایت مسلم دنیا پر ان واقعات کے اثرات محض چہ گلوئیاں، اجتماعی مظاہروں، تردیدی مضامین اور چند مذمتی کانفرنسز تک ہی محدود رہے۔ اسرائیل کی دلیری اور پشت پناہی مسلم امہ کا باہمی نفاق ہے۔ ہر ملک ذاتی مفادات کو سامنے رکھ کر مسئلہ فلسطین اور دیگر اسلامی ممالک میں غیر مسلموں کے مظالم سے چشم پوشی کرتا ہے جو عین اسلامی طرز کے منافی ہے اور خود کو عذاب الہی کا حقدار قرار دینے کے مترادف ہے۔

یہود اور فلسطین

فلسطین بہت سے انبیاء کی امتوں کے لیے مقدس مقام کی حیثیت رکھتا ہے یہاں تک کہ ۲ ہجری تک مسلمان بھی نماز کی ادائیگی اسی رخ پر کیا کرتے تھے۔ بنی اسرائیل کو ہجرت مصر کے بعد سربراہی موسیٰ علیہ السلام میں جہاد فلسطین کا حکم ہوا۔ اس ضمن میں محمد اشرف تھانوی لکھتے ہیں:

موسیٰ نے اپنی قوم کو اطاعت خداوندی میں بیت المقدس میں داخلے کا حکم دیا انہیں اس جگہ کی عظمت کچھ یوں بیان کی کیا کرتے اس جگہ کے حصول کے لیے جنگ نہ کرو اور پیچھے ہٹ جاؤ گے تو تم یقیناً زلی گھاٹے میں رہو گے۔

لیکن اہل یہود کی ہٹ دھرمی، بزدلی اور منافقانہ روش کے بیان میں تفسیر تبیان القرآن میں مذکور ہے کہ وہ اللہ کے شکر گزار ہونے کے بجائے کہنے لگے کہ ہم اس سرزمین میں نہیں داخل ہوں گے کیونکہ ہم یہاں کے لوگوں سے لڑنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ دراصل وہ جسمانی طاقت نہیں رکھتے بلکہ روحانی طاقت کی کمی رکھتے تھے۔^۱

موجودہ تورات میں بنی اسرائیل کو فلسطین میں داخلے کا حکم کچھ اس انداز میں ہے:

"بنی اسرائیل سے خطاب کرو انہیں کہہ دو کہ زمین کنعان میں جب داخل ہو تو یہاں کے باشندوں کو

یہاں سے نکال باہر کرو، ان کو فنا کر دو، ان کے ڈھالے ہوئے بتوں کو توڑ دو، اور یہاں بسنے والوں کو

نکال کر خود بس جاؤ کیونکہ یہ سرزمین میں نے تم کو دی ہے۔"^۲

یہود کو سرزمین فلسطین پر عروج حضرت سلیمان علیہ السلام کے دور میں ملا انہوں نے یہاں ہیکل سلیمانی تعمیر کروایا لیکن بخت نصر نے ہیکل سلیمان کا نشان تک مٹا دیا۔ ۵۸۷ قبل مسیح میں اس نے یروشلم میں تباہی کی نئی تاریخ رقم کر دی اور ہر طرف تباہی کی داستان رقم کرتے ہوئے یہود کی عظمت کے نشان کو مٹا دیا۔ سوہویں صدی عیسوی میں سلطان سلیم نے یہود کو یہاں ہیکل تعمیر کرنے کی اجازت دی۔ لیکن یہود فطرتاً بجائے مشکور ہونے کے مسلمان دشمنی میں کبھی پیچھے نہیں ہٹے۔ اس ضمن میں مولانا مودودی رقم طراز ہیں:

"۲۰ صدیوں سے یہ بات یہود ہر بچے کے ذہن میں بٹھا رہے ہیں کہ کس طرح وہ مصر سے نکل کر

فلسطین میں آباد ہوئے اور کیسے بابل والوں نے انہیں بے دخل کر دیا۔ ہر یہودی بچے کو باور کروایا جاتا

ہے کہ فلسطین ان کی ملکیت ہے ان کی کل زندگی کا مقصد بیگل کی تعمیر ہے۔ یہودی فلاسفر موسیٰ بن

میمون اس راز کا اعتراف اپنی کتاب "The Code of Jews Law" میں برملا کرتا ہے۔^۴

۱۹۲۲ء میں اعلان بالفور کے نتیجے میں یہودیوں کو فلسطین میں آباد کاری کی کھلم کھلا اجازت مل گئی کیونکہ برطانوی ہائی کمیشن کا سربراہ سموئیل بھی ایک یہودی تھا۔ دوسری عالمی جنگ میں ہٹلر کی مہم یہود کشی سے بچ جانے والے یہودیوں نے کسی نہ کسی طرح اس عرض مقدس میں پناہ میں ہی اپنی بقا جانی۔ برطانوی حکومت کے زیر اثر یہودیوں کو زمینوں پر قبضے اور ہتھیار جمع کرنے کی کھلی اجازت مل گئی۔ لیکن مسلم آبادی پر ان افعال یعنی اسلحہ جمع کرنے اور زمین پر قبضہ پر پابندی تھی۔ اور نتیجتاً جنگ عظیم دوم کے خاتمے سے تاحال یہودیوں کا اقوام عالم کے اکابرین کی سرپرستی میں فلسطین کے مسلمانوں پر مظالم کی کھلی اجازت مل گئی۔

یہود کی مذہبی بے باکی

یہود اقوام عالم میں فلسطین پر قبضہ کی وجہ مذہبی مقدس مقامات کے تحفظ و قربت کو بیان کرتے ہیں جبکہ ان پر تورات میں جو احکامات اتارے گئے اس انحراف کا ذکر قرآن پاک میں بھی کیا گیا۔ تفسیر بیان القرآن میں مولانا اشرف تھانوی کے مطابق:

یہود کی باغبانہ روش اور مذہبی منافقت کے باعث ان پر بہت سی حلال کردہ اشیا کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے حرام قرار دے دیا گیا جیسا کہ ان کا فلسطین میں داخلہ ۴۰ سال کے لیے حرام ہو گیا اور اس سزا کی وجہ ان کی بد اعمالی تھیں جیسا کہ لوگوں کو احکامات الہی کی پیروی سے روکنا، سود کو بہ رغبت حاصل کرنا اور اس میں ہی اپنا رزق اور بقا تصور کرنا۔ جب کہ تورات میں ان میں واضح حکم نازل کیا گیا کہ انہیں سود لینے اور دینے کی ممانعت ہے۔ سود بلاشبہ دوسروں کا مال ناحق کھانے کا بہترین ذریعہ ہے۔ ان کے اس عمل کی اللہ کے ہاں سخت ناپسندیدگی ہی ان کی مغضوب ہونے کی بڑی وجہ ہے۔^۵

یعنی وہ ہر معاملہ ہائے زندگی میں اللہ تعالیٰ کے احکامات سے انحراف کر کے ان کے خلاف جارحانہ کاروائیاں کرتے ہوئے جن باتوں سے منع کیا گیا ان کو ضرور کرتے۔ اور جو کام کرنے کا حکم ہوتا اس سے منہ موڑ لیتے۔ انہیں ہر دور میں عالم اقوام کی نسبت زیادہ انبیاء کرام سے برکت دی گئی لیکن ان کی سرکشی ہر دور میں بڑھتی ہی رہی۔ یہاں تک کہ یوم السبت کی تقدس پر حیلہ سازیاں کرنے پر ان کو بندروں کی شباهت کی سزا بھی دی گئی۔ لیکن ان پر ان تمام نعمتوں کے باوجود ایک ہی خبط سوار رہا اور وہ اللہ اور اس کے احکامات سے انحراف۔ انہوں نے نعرہ لگایا کہ اللہ کے ہاتھ بندھے ہیں وہ کبھی ہمیں ختم نہ کرے گا ہم اس کے پسندیدہ ہیں۔ لیکن کیا بے ادب کبھی پسندیدہ ہو سکتا ہے۔ یہودیوں کی اس روش کے بارے میں علامہ غلام رسول سعیدی یہود کی مذہبی بد تمیزیوں کے بارے میں بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ میں شرک کے عناصر داخل کر چکے ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ بندھے ہوئے پہلا تو بشری صفات اور مجسم کے تقاضوں کے مطابق ہے اور دوسرا اپنے اعمال پر مکمل اختیار نہ ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔ یعنی ان کے مطابق یہود نے وہ مقام حاصل کر لیا ہے کہ وہ نعوذ باللہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر دسترس حاصل کر چکے ہیں۔ اپنے بارے میں جیسے چاہے احکامات حاصل کر سکتے ہیں اور دیگر لوگوں کے بارے میں جیسے چاہے سزا کا انتخاب خود کریں یا اللہ پاک سے کروائیں انہیں اس بات کا اختیار حاصل ہے۔^۵

یہود کا نسلی تفاخر

بنی اسرائیل کا شمار اللہ پاک کی محبوب ترین اقوام میں سے ہوتا تھا۔ روئے زمین پر جس وقت کفر و شرک کے بادل ہر سو چھائے تھے وہاں توحید کا سبزہ بنی اسرائیل کے دم سے ہی تھا۔ اسی خوبی کے باعث اللہ تعالیٰ نے انہیں اقوام عالم پر فضیلت کی خوشخبری سنائی۔ امام قرطبی رقم طراز ہیں:

"بزعیم یہود کو ان کی تمام تر نافرمانیوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اپنی پسندیدہ قوم ہونے کا شرف عطا فرمایا اور اس بات نے انہیں بجائے مودب ہونے کے بے ادب اور مغرور بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جا بجا ان پر کیے گئے انعامات انہیں یاد دلانے تاکہ وہ اپنی شرانگیزیوں سے باز آسکے۔"^۶

بنی اسرائیل کو نہ صرف فضیلت عطا فرمائی گئی بلکہ ان پر ایسے انعامات اور نوازشات کی بارش ہوئی جس کی مثال عالم میں نہیں ملتی۔ سید قطب بیان کرتے ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے ان کو پے در پے انبیاء سے برکت دی۔ دیگر اقوام پر فضیلت دی۔ من و سلویٰ دیا گیا لیکن بے پایاں نعمتوں کی مسلسل بے قدری کے نتیجے میں وہ محبوب سے مغضوب کے درجے پر آ گئے۔"

مغضوب کے درجے پہ آنے اور بے در پے ذلالت کے باوجود ان میں تسلی تفاخر کا عنصر بدرجہ اتم موجود ہے۔

"یہود اور نصاریٰ کا یہ قول کہ ہم خدا کے بیٹے ہیں نعوذ باللہ ان کی گمراہی اور شرک کی واضح بدترین مثال ہے خود کو دوسروں پر فوقیت دینے اور اللہ تعالیٰ کا قرب ظاہر کرنے کے لیے شرکی حدوں سے گزر جاتے ہیں۔ جبکہ خالق و مخلوق، عبد اور معبود کے رشتے کو یکسر بھلا دیتے ہیں۔ انہی اعمال کے بدلے اللہ تعالیٰ ان کو ذلت اور دیگر عذابوں سے دوچار کرتا ہے لیکن ان کے خیال میں عذاب کے حقدار ان کے سوا لوگ ہی ہوں گے۔ حالانکہ جزا و سزا عطا کرنے کا حق محض اللہ تعالیٰ کے رضا پر منحصر ہے کوئی بشر اس میں مداخلت نہیں کر سکتا اور نہ ہی اپنی زیست سے اس کا تعین کر سکتا ہے۔"^۷

استغفر اللہ یہود کا نسلی تفاخر بشر اور اللہ کے درمیان فرق تک کو روا نہیں رکھتا تو کیسا معبود کیسی شریعت کی پیروی اور کون سے مقامات مقدسہ کا تحفظ ہے۔ تفسیر قرطبی میں یہودیوں کا اللہ کے ہاں محبوب قوم ہونے کا تصور کے بارے میں ذکر ان الفاظ میں موجود ہے:

"یہود کا یہ خود ساختہ خیال جو کہ عین توحیدی اور اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے جس کا وہ نعرہ لگاتے ہیں کہ ہمیں دوزخ کی آگ محض چند دن ہی چھوئے گی اول تو ہمیں اللہ پاک کی محبوب قوم ہونے کے ناطے معاف کر دیا جائے گا۔ اگر کچھ زیادہ ہی بد اعمالی ہو گئی تو جہنم میں دیگر لوگوں کی بہ نسبت بہت کم وقت بھیجا جائے گا یعنی سرے سے ہی انکار ہے اس بات سے کہ وہ بشر ہیں اور ان کے تمام معاملات اللہ پاک کے ہاتھ میں ہیں۔"^۸

یعنی سزا کے معاملے میں بھی وہ اللہ تعالیٰ کے احکامات سے روگردانی ہی کرتے ہیں۔ یہودیت ایک سامی مذہب ہے جو کہ ہدایت انسانی کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے چنا گیا۔ لیکن یہود نے یہودیت کو غیر داخلی مذہب بنا لیا ہے۔ یعنی صرف یہودی کی اولاد ہی یہودی ہو سکتی اس سے خروج و دخول ممکن نہیں۔ یعنی مذہب کو رنگ و نسل میں مقید کر لیا گیا ہے اور دیگر انسانوں کو یہود سے کمتر قرار دے دیا۔

یہودی ہر نعمت کے حریص

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ بے شمار نعمتوں کے بعد جہاں یہود کو اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ ہونے کا حق تھا وہ ہر نعمت کو اپنا حق سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور دیگر اقوام کو کسی قسم کی آسائشیں حتیٰ کہ زندگی کا حق دینے کو بھی تیار نہیں۔ محمد ریاض لکھتے ہیں:

"قوم یہود میں دستور قدیم پایا گیا ہے کہ وہ ہر نعمت کے لیے حریص ہیں اور حکم الہی سے اعراض کرتے ہیں۔ اس پر مزید نعمتوں پر بھی اپنا حق سمجھتے ہیں انہیں تورات میں حضور اکرم ﷺ کی بعثت کی بشارت دی گئی تھی۔ اور بزعم یہود اس عالی المرتبت نبی آخری الزماں ﷺ کو لازماً بنی اسرائیل سے ہونا چاہیے تاکہ دائمی شریعت کے باعث ان کی بالادستی پھر سے دنیا میں قائم ہو جائے۔ لیکن بصورت دیگر وہ احکام الہی کے مقابل کھلم کھلا جنگ پر آمادہ ہو گئے۔"^{۱۰}

قرآن پاک میں یہود کی احکام الہیہ میں تحریف کرنا، اپنی من پسند کے احکامات الہی کو اپنانے، انبیاء کرام علیہ السلام کی تعلیمات سے انکار اور ان کا قتل کرنا جیسی روش کو تفسیر بیان القرآن میں اس انداز سے بیان کیا گیا ہے کہ یہود کی سابقہ روش بھی ایسی ہی تھی وہ جس بات سے خوش ہوتے صرف اس کو ہی اپنے لیے قبول کرتے جو بات پسند نہ آتی اس میں سرکشی کرتے یہاں تک کہ انبیاء علیہ السلام کے قتل سے بھی ناگھبراتے۔ بنی اسرائیل احکامات الہی میں سے بھی جسے پسند کرتے صرف صحیح قبول کرتے یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی جانب سے یکے بعد دیگرے کئی انبیاء کرام کو مبعوث کیا گیا لیکن وہ بجائے اس کے کہ ہدایت حاصل کرتے ان کے ساتھ بدکلامی اور بد تمیزی کا ماحول بنا لیتے بدکلامی سے مراد عام بات نہیں بلکہ احکامات الہیہ پر کلام کرنا اور اس کا انکار کرنا تمسخر اڑانا شامل ہے یہ تو سابقہ اقوام کا بھی شیوہ رہا لیکن ان کی دست درازی باقی اقوام سے بڑھ کر ہو گئی اور وہ یہ کہ وہ انبیاء علیہ السلام کو محض ان کی مرضی کے احکامات کی تبلیغ نہ کرنے پر قتل کر دیتے۔"

سیدہ ثمانہ رضوی رقمطراز ہیں:

"عصر حاضر میں بھی اگر یہودیوں کی فلسطین میں کاروائی کو دیکھا جائے تو ان کا مقصد محض ہیکل سلیمانی کا حصول نہیں بلکہ تابوت سکینہ کے تبرکات کا حصول ہے۔ جو ان کی نظروں سے اوجھل ہے اور بسیار کوشش کے وہ اس سے محروم ہیں۔ سورۃ البقرہ آیت ۲۴۸ میں اس کو عمارت و بادشاہی کی نشان کہہ کر طاوت کو اس کی ملکیت عطا کی گئی۔ بزعم یہود یہ ہیکل سلیمانی کے تہہ خانے میں موجود ہے۔ بخت نصر کے ہیکل منہدم کرنے کے دوران یہ چاروں جانب سے اس کے اندر دب گیا ہے۔ اس تابوت میں تبرکات انبیاء موجود تھے لہذا اسے دنیا میں بادشاہی کی نشانی سمجھتے ہوئے ان کا مقصد فلسطین میں مسجد اقصیٰ کے تہ خانوں اور پھر محض تابوت سکینہ کا حصول ہے۔"

یہود کے مقاصد جنگ

اسرائیل دنیا کا واحد ملک ہے جس نے کھلم کھلا اقوام عالم پر قبضہ کی خواہش اور مسمم ارادے کو اپنی پارلیمنٹ کے صدر دروازے کے باہر رقم کر رکھا ہے۔

"اے اسرائیل تیری سرحدیں نیل سے فرات تک ہیں۔" ۱۳

تورات میں انہیں واضح طور پر جنگ کے قوانین کا حکم دیا گیا کہ جس علاقے پر گزرو پہلے وہاں کے رہنے والوں کو خراج کی دعوت دو اور ان کے ساتھ بہتر طریقے سے پیش آؤ۔

"اور جب تو کسی شہر کے پاس لڑائی کی غرض سے جائے تو پہلے اسے صلح کا پیغام دے اور منظور ہونے پر وہ اہل شہر تیرے خراج گزار ہوں گے۔ اور اگر جنگ کے لیے آمادہ ہو تو تم محاصرہ کرو اور مردوں کو قتل کر دے۔ لیکن عورتوں، لڑکوں اور مویشیوں کو اپنی خدمت کے لیے رکھ لیکن درخت نہ کاٹ کے تو کبھی ان کا میوہ کھائے۔" ۱۴

تورات کے احکامات کے مطابق جنگ کا مقصد غلبہ پانا اور ملک میں حکومت قائم کرنا ہے جس سے مراد یہود نے اپنا ازلی حق حکمرانی تعبیر کیا ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ نے حکمرانی کسی قوم کی نہیں بلکہ اللہ کے دین کو غلبہ پانے کے لیے جہاد کا حکم دیا اور ملک کی حکومت صالحین کی میراث قرار دی ہے۔

"فلسطین کی حکمرانی کے بابت قرآنی احکامات کے مطابق ارض مقدس صرف اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ بندوں کی ہی میراث ہے اور اس کا تعین بھی اللہ تعالیٰ ہی کرتے ہیں کہ کون اس کی خوف سے زیادہ پرہیز گار رہتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اس کی وراثت کے دعویٰ کے لیے پرہیز گاری اور عقیدہ توحید کی اطاعت لزوم قرار دی تھی۔" ۱۵

تورات میں یہ بیان کہ زمین کی میراث حاصل کرنے کے لیے جنگ کرو اور لڑ کر اسے فتح کرو۔ مگر قرآن میں ایسا کوئی حکم نہیں اور جہاد فی سبیل اللہ کا حکم ہے جو یا تو مظلوم کی مدد کو ہو یا سلطنت اسلامی کی دفاع کے لیے ہو۔

یہود کا دیگر مذاہب سے تعامل

اہل یہود اپنے علاوہ دیگر مذاہب اور اقوام کو کمتر تصور کرتے ہیں طویل عرصہ تک انہوں نے عیسائیت کو قبول ہی نہ کیا اور اسلام سے اس کی دشمنی تو کسی طور ڈھکی چھپی نہیں۔ معاملہ خواہ تحریک استشراق کی پشت پناہی کا ہو یا اقوام عالم میں فری میسن تحریک کو، یہود کا ایجنڈا دے کر اقوام کو باہم لڑوا کر ان کے معاشی و اقتصادی ذخائر و وسائل پر قابض ہونا یہ سب ان کے منشور میں شامل ہے۔ محمد رضا یہود کارستانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"یہودیوں نے باقاعدہ سوچے سمجھے منصوبے اور اسلام دشمنی کے تناظر میں مخصوص مشن کا آغاز کیا۔ جس کے تحت یہود نے مسلم ممالک میں اپنے پاؤں جمانے کے رفاہی ادارے فری میسن کے نام سے کھولے۔ ان کے تحت تعلیمی اداروں کا انعقاد کیا گیا جس میں مخصوص طرز تعلیم کا انتظام کیا جاتا۔ اور

مسلم و دیگر مذاہب کے زیر تعلیم بچوں میں اپنی پسندیدہ جہات پیدا کی۔ ان داعیان کا بظاہر بھیس سیلانیوں کا ہوتا۔^{۱۶}

یہودی قوم کا سب سے بڑا ذریعہ آمدن سود ہے جسے شریعت الہی میں حرام قرار دیا گیا ہے لیکن یہود نے غیر یہود کو نہ صرف سود دہندہ قرار دیا بلکہ اس کے ساتھ دھوکہ دہی کو جائز قرار دیا ہے۔ سید قطب کے مطابق:

"اہل یہود نے بڑی زیرک اور فہم و فراست کے ساتھ باقاعدہ ہوم ورک اور پلاننگ کے بعد عالمی اقتصادیات پر اپنا قبضہ جمالیا۔ عام فہم لوگ ان کے ساتھ تجارتی معاہدہ کرتے ہوئے ان کی مکاری کو بھانپ نہیں پائے اور ان کے طویل المدتی نقصانات سے نا آشنا ہونے کے باعث ان کے جال میں پھنستے چلے گئے۔ اور دنیا کے بڑے تجارتی مراکز یہود کے زیر تسلط ہوتے چلے گئے۔"^{۱۷}

مسلمان اور ارض فلسطین

مسلمانوں کی فلسطین اور مسجد اقصیٰ سے محبت و عقیدت ایک فطری جذبہ اور مذہبی احترام ہے۔ یہ ہم مسلمانوں کا قبلہ اول ہے کی بناء پر شمار انبیاء کرام علیہ السلام مبعوث ہوئے اور اعلان حق بلند کیا۔ اس ارض مقدس پر بے شمار انبیاء کرام علیہ السلام کی جسدِ خاکی مدفون ہیں۔ اسلام کے بنیادی عقائد میں تمام انبیاء علیہ السلام اور ان پر نازل کردہ آسمانی کتب کا احترام بلا تفریق فرض ہے۔ سفر معراج میں نبی آخر الزماں ﷺ کی تمام انبیاء علیہ السلام کی مسجد اقصیٰ میں امامت کا فلسفہ بھی یقیناً دیگر مذاہب پر اسلام کو فوقیت دینا ہی تھا۔ مسلمان امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد حکومت میں فلسطین میں آباد ہوئے مسجد اقصیٰ کی تعمیر کی گئی اور دیگر مذاہب یعنی یہود و نصاریٰ کو بھی مذہبی آزادی کے ساتھ اپنی عبادات و رسومات کی ادائیگی کی اجازت تھی۔ لیکن یہود اس ارض مقدس کو صرف اپنا حق سمجھتے ہیں اور گزشتہ ایک صدی سے وہاں مسلمانوں کے خلاف ہر طرح کے ظالمانہ ہتھکنڈے آزمارہے ہیں۔ اور پچھلی دو دہائیوں سے تو نہایت بے دردی کے ساتھ فلسطین میں نہتے عربوں کی نسل کشی کی جارہی ہے یہ حقیقت انسان کو حیرت میں ڈبو دیتی ہے کہ مسلم ائمہ اس سارے منظر کو دیکھتی ہے لیکن کبھی اس کی روک تھام کے لیے کوئی جامع لائحہ عمل تیار نہیں کرتی افسوس کہ اس مسئلے کو فلسطین کے عربوں اور یہود کا معاملہ سمجھا جاتا ہے اور نبی پاک ﷺ کا ارشاد کہ مسلمان جسدِ واحد کی طرح ہیں سے روگردانی کی جارہی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

"قال رسول الله المسلم لرجل واحد ان اشتكى عينه اشتكى كله وان اشتكى راسه اشتكى كله۔"^{۱۸}

"نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا مومنین کا معاملہ اخوت اس قدر گہرا ہے کہ وہ ایک جسم کی مانند ہیں۔ اگر اس کے ایک حصے کو تکلیف ہو تو پورا جسم اس تکلیف سے بے قرار ہوگا۔"

مسلمانوں کو حج کی صورت میں ایسا مذہبی اجتماع فراہم کیا گیا جو کہ ہر مذہب کے لوگوں کے دلوں پر دھاک بٹھانے کے لیے کافی ہے کہ ہم مسلمان بلا تفریق رنگ و نسل یکجا ہیں۔ لیکن افسوس کہ کلمہ طیبہ صرف زبانوں تک محدود ہو گیا اور عبادات محض ادائیگی تک۔ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو دیگر اقوام پر فضیلت دی اور تاقیامت داعی دین حق اور احکامات الہیہ کے امین بنایا۔ لیکن مسلمان اپنی ہی ایک حصے کی تکلیف کو محسوس کرنے سے قاصر ہو گئے اور وہ بھی عارضی و مادی فوائد کے لیے اور آخرت کو بھول گئے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اللہ تعالیٰ خطاب فرماتے ہیں کہ:

"مشرکین اور یہود و نصاریٰ کا آپ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی رسالت کو جھٹلانا کوئی نئی بات نہیں ہے بلکہ لوگوں کو انبیاء علیہ السلام کی تعلیمات کے برحق ہونے کا اس وقت یقین ہو گا جب انہیں اللہ پاک کی طرف لوٹایا جائے گا اس لیے مومنین کو چاہیے کہ وہ دنیا کی زندگی کے فریب میں نہ آئے کیونکہ دنیاوی زندگی کی رنگینی شیطان کا بہکاؤ ہے۔" ^{۱۹}

یہود کی مسلم دوستی ایک خام خیالی

اہل حق سے بد عہدی اور انہیں نقصان پہنچانے کی روش یہودیت کے رگ و پے میں موجود ہے خود کو دین حق کے داعی، اللہ کی پسندیدہ قوم کہلانے والوں نے کبھی اطاعت الہی میں سر تسلیم خم کیا ہی نہیں۔ اپنی مرضی سے کتاب الہی میں تحریف کی، انبیاء علیہ السلام کو ناحق قتل کیا۔ تو کسی سے بھی دوستی ان کی سرشت میں ہی نہیں۔ یہود کی مسلم امہ کے بارے میں دلی کیفیت اور فطرت کے حوالے سے قرآن مجید میں ارشاد ہے:

"لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَىٰ ذَٰلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِيَسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ" ^{۲۰}

"آپ یقیناً ایمان والوں کے حق میں بلحاظِ عداوت سب لوگوں سے زیادہ سخت یہودیوں اور مشرکوں کو پائیں گے، اور آپ یقیناً ایمان والوں کے حق میں بلحاظِ محبت سب سے قریب تر ان لوگوں کو پائیں گے جو کہتے ہیں: بیشک ہم نصاریٰ ہیں۔ یہ اس لئے کہ ان میں علماء (شریعت بھی) ہیں اور (عبادت گزار) گوشہ نشین بھی ہیں اور (نیز) وہ تکبر نہیں کرتے۔"

پچھلے چار ہزار سال یہودی پوری دنیا پر حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہے ہیں۔ ان کے دانشوروں کے مطابق اتنے عرصے میں یہود کو اس قدر عروج آج تک نہ نصیب ہوا۔ دنیا کی سپر پاورز اس کے ساتھ ہیں۔ اس کے علاوہ ملت اسلامیہ میں جذبہ اخوت کی کمی جس قدر اب دیکھی جا رہی ہے اس کی مثال نہیں ملتی۔ مادہ پرست مذہب سے تو یہود کو خطرہ ہی نہیں اصل خطرہ تو مسلمانوں کے بھائی چارہ اور جذبہ شہادت تھا جس کے مفقود ہونے سے ان میں مادہ پرستی، خود غرضی، سستی ولا پرواہی ان میں در آئی جو کہ یہود کا ہمیشہ سے مقصد رہا۔ پیر کرم شاہ الازہری بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے خطاب کرتے ہیں کہ اے مومنو اہل کتاب میں سے ایک گروہ شدید متمنی ہے کہ وہ تمہیں گمراہی کی طرف لے جائے یعنی وہ تمہیں اللہ پاک کے غیض و غضب کا نشانہ بنانے کی سر توڑ کوشش کرتا اور مومنین سے شدید عداوت تو یہود ہی کی ہے۔" ^{۲۱}

قرآن پاک کے ان واضح احکامات کے باوجود مسلمان ممالک بالخصوص عرب ممالک کا اسرائیل کے ساتھ تجارتی معاملات کرنا اور امت مسلمہ کے مفادات کو پس پشت ڈالنا نعوذ باللہ تائید یہود میں اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے احکامات سے کھلم کھلا نافرمانی کا اعلان ہے۔ یہود مسلمانوں اور دیگر اقوام کے لئے "امین" کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ امین کا مطلب ہے "آن پڑھ"۔ یہود کا پیانا

اخلاق یہود اور دیگر اقوام کے لیے مختلف ہیں۔ ان کے مطابق تمام اقوام کو دھوکہ دینا اور ان کا مال ہڑپ کرنا ان کے لیے جائز ہے ممانعت صرف یہودیوں کے بارے میں ہے۔

یہود کی دیگر اقوام کا مال کھانے کی ہوس کبھی کم نہیں ہوتی اس کی وجہ خوف الہی کا نہ ہونا اللہ کے احکامات سے انکار اور دیگر اقوام کو خود سے کمتر تصور کرنا ہے اس لیے تو یہود دیگر اقوام کے لیے امین کا لفظ استعمال کرتے اور گمان کرتے کہ ان کو دھوکہ دینے یا ان پر ظلم کرنے سے ان پر مواخذہ نہیں ہوگا بلکہ مواخذہ صرف اس صورت میں ہوگا جب اہل یہود سے سود لیا جائے یا ان پر ظلم کیا جائے۔^{۲۲}

ایسے ہی کچھ تعریفات انہوں نے گھڑ کے تحریف شدہ تورات میں بھی شامل کر لی ہیں۔ کہ تمام حقوق العباد کے مستحق صرف یہود ہیں باقی لوگ جاہل ہیں، اور ان کی جہالت سے فائدہ اٹھانے کا انہیں آفاقی حکم ملا ہے اس ضمن میں علامہ غلام رسول سعیدی صاحب بیان فرماتے ہیں:

"یہود کا نظریہ مسلمانوں اور دیگر اقوام کا مال کھانے ان کے معاشرتی طبی مذہبی اور اقتصادی بگاڑ کی کوشش کو جائز سمجھنے کی بابت یہ ہے کہ وہ مسلمانوں اور دیگر قوم کو خود سے کمتر سمجھتے ہیں۔ اور اپنی بالادستی کے قیام کے لیے کوئی بھی عمل ان کے لیے مستحسن ہے۔ اور اس بات پر متکبر ہیں کہ اللہ پاک نے تاریخ عالم میں انہیں سب سے پہلے باقاعدہ کتاب عطا فرمائی اس خیال سے وہ خود کو اہل کتاب اور دیگر کو "امین" کے لفظ ملقب کرتے ہیں۔"^{۲۳}

اقوام عالم پر یہود کی بالادستی اور کامیابی کی وجہ ان کی مکاریوں اور چالاکیوں کے ساتھ دھوکہ دہی سے ان کو ایسے مسائل میں الجھانا ہے کہ وہ باہم لڑنے جھگڑنے میں مصروف رہیں۔ اور انہیں کمزور کرنے کے بعد ان میں ایسا معاہدہ کروایا جاتا ہے جس سے سراسر فائدہ یہود کو ہی ہو۔ کیونکہ ان کے پیش نظر محض دنیاوی فوائد ہیں۔

"یہود اپنے جرائم سے واقف ہے اور ان کا خیال جزا اور سزا کس قدر سچا ہے وہ اس حقیقت سے بھی واقف ہے۔ کیونکہ جھوٹ بات جتنی بھی ثابت قدمی سے بولی جائے یا مانی جائے بالآخر ریت کی دیوار ثابت ہوتی ہے۔ اس کی غیر پائیداری کا خوف بدستور موجود ہوتا ہے اس لیے یہود خود کو سزا سے مستثنیٰ قرار دینے کے باوجود موت کی خواہش نہیں کرتے بلکہ دنیاوی لالچ سے اس خوف کو چھپا کر رکھتے ہیں۔"^{۲۴}

یہود سے بڑھ کر دنیا کا پجاری کون ہوگا مسلم امہ کے مسائل پر نظر اس کی فطرت کا خاصہ دنیا کے بیچوں بیچ سرسبز علاقے جو معدنیات کے ذخائر سے مالا مال ہیں لیکن اپنے وسائل کو مسلم برادری میں تقسیم کرنے کے بجائے مسلم ممالک یہود سازشوں کا حصہ بننے میں رغبت رکھتے ہیں۔

مسلم دنیا کی مذہبی منافقت

مسلم دنیا کا مرکز عرب ممالک ہیں بالخصوص سعودی عرب میں ان کے مقدس مرکزی مقامات مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے ہونے کے باعث انہیں عالم اسلام میں عزت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ عالم اسلام میں اعلیٰ منزل توقیر حاصل ہے۔ اور مذہبی بالادستی

کی بناء پر بہت سے ممالک میں ان کو اعلیٰ مقام دیا جاتا ہے۔ مسئلہ فلسطین میں سعودی عرب کا رویہ نہایت مایوس کن ہے۔ بہت سے اسلامی ممالک نے فلسطین میں اسرائیلی ریاست کو بوجہ ظلم آج تک قبول ہی نہیں کیا جبکہ سعودی عرب اور دیگر ممالک جن کو اللہ تعالیٰ نے معدنی تیل کے لامحدود ذخائر سے نوازا ہے اور ایک زمانہ ان کے ساتھ اقتصادی شراکت کا خواہاں ہے انہوں نے یہودیوں کو اپنا دوست بنا لیا ہے۔ ترکی اپنے جنگی مشقیں اسرائیل کے ساتھ کرتا ہے۔ مسلمانوں پر فلسطین میں ہونے والے مظالم کو روکنے کے لیے آگے بڑھنے کو کوئی تیار نہیں صرف مذمتی بیان سے مسلمان کہلانے کا حق ادا کر دیا جاتا ہے اور جہاد سے روگردانی کی جاتی ہے۔ تفسیر بیان القرآن میں جہاد کے بارے میں مذکور ہے کہ مومنین پر جہاد فرض کیا گیا ہے اور جو لوگ جہاد سے ہونے والے مادی نقصانات سے خوفزدہ ہیں وہ اس کے بدلے میں ملنے والی عزت فتح ملک اور سب سے بڑھ کر رضائے الہی کے فوائد کو پس پشت کیوں ڈال دیتے ہیں۔ جس جان و مال کے نقصان سے لوگوں کے ایمان کو کمزور کر دیا ہے اللہ تعالیٰ جب چاہے چھین لیں۔ بلکہ ان کے جسموں کی توانائی اور جہاد کے قابل مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں مظلوموں کی مدد کے لیے سرو کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور برکت حاصل کی جاسکتی ہے۔^{۲۵}

سعودی عرب کے مسئلہ فلسطین میں سرسری دلچسپی کے بارے میں افتخار علی گیلانی فرماتے ہیں کہ:

"اگرچہ سعودی عرب مسجد اقصیٰ کے کنٹرول کا خواہاں ہے لیکن اس کے پیچھے مقصد محض تینوں حرمین مکہ، مدینہ اور اقصیٰ کا متولی کہلانا ہے۔ اس سے زیادہ انہیں کسی مسئلے میں یا اس کے حل میں دلچسپی نہیں۔"^{۲۶}

تاریخ کے جھروکوں میں اگر ہم عرب کے کردار کا جائزہ فلسطین کے تنازع کے تناظر میں لیں تو ابولبابہ صاحب ان الفاظ میں منظر کشی کرتے ہیں:

"فروری ۱۹۴۵ء کا ذکر ہے شاہ عبدالعزیز اپنے بھائی عبداللہ اور دو بیٹوں محمد و منصور بن عبداللہ کے ہمراہ امریکی بحری جہاز پر سویز کی جانب رواں دواں ہے۔ ان کے ساتھ ان کا ماہر فلکی ماجد بن حقیقہ بھی تھا جو نماز کے وقت قبلہ کی سمت تعین کرتا۔ جہاز کے ڈیک پر محفل جاری تھی۔ اور کمروں میں مسلم دنیا اور دیگر ممالک کی تقسیم کے ساتھ فلسطین کا فیصلہ بھی ہو رہا تھا جن سے بے خبر سلطان بحری سفر سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔"^{۲۷}

عربوں کی ذہنی و ظاہری کیفیت آج بھی وہی ہے بظاہر اسلام کا لبادہ اوڑھے رکھتے ہیں۔ اور احکامات الہیہ سے کچھ سروکار نہیں۔ انہیں صرف ظاہری دنیا اور اس کے معاملات سے لگاؤ ہے مال و دولت کے حصول کے لیے طویل پلاننگ کی جاتی ہے اور معاہدہ یہودیوں کے ساتھ ہوتا ہے۔

"دنیا کی زندگی کو ابدی اور کامل سمجھنے والے جان لیں کہ محض کھیل تماشہ ہی ہے جو چند لمحات تک محفوظ کرے گا اور پھر ختم ہو جائے گا۔ اس کی طلب اور قدر جتنی کسی کے دل و دماغ میں ہوگی وہ اسی قدر اللہ پاک کی رحمت سے دور چلا جائے گا۔"^{۲۸}

مسلمانوں کی نمائندہ جماعت عرب لیگ اور OIC ہیں۔ ۲۰۲۱ میں OIC کے اجلاس میں سب مسلم ممالک کے اتحاد سے اقوام متحدہ پر دباؤ ڈالنے کا کہا گیا تاکہ غزہ میں مسلمانوں کو بنیادی انسانی حقوق کی رسائی ممکن بنائی جاسکے۔ لیکن یہ اجلاس بھی محض قرار داد پاس کر کے ختم ہو گیا اور نتیجہ ندرد۔ فلسطین کی حالیہ صورتحال پر سعودی عرب میں مسلم ممالک کے ہونے والی کانفرنس میں تمام مسلم ممالک کو اسرائیل سے اقتصادی معاہدے ختم کرنے نہ سہی کم از کم غزہ میں جنگ بندی تک مؤخر کرنے کی تجویز دی گئی۔ جس میں سرفہرست سعودی عرب نے انکار کر دیا ان کے ساتھ یو۔ اے۔ ای مراکش اور لبنان بھی شامل تھے۔ اس اجلاس میں ان سربراہان کی اس بے حسی نے کئی سوال جنم دیے۔

کیا مسلمان جسد واحد نہ رہے؟

کس حکم کے تحت یہود و مسلمان دوست ہو گئے؟

کیا اقتصادی شراکت صرف یہود کے ساتھ ہی ممکن ہے؟ مذہبی وابستگی نہ صحیح انسانیت بھی مر گئی؟

جواب حدیث شریف میں ہے۔

"قال رسول الله ان مما ادرك الناس من كلام النبوة الاولى، اذا لم تستحي فاصنع ما شئت" ۲۹

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سابقہ انبیاء علیہ السلام کے قصص اور کلام میں سے اگر اخلاقیات کے بارے میں نچوڑ نکالا جائے تو ان میں سے ایک بات یہ ہے کہ اگر کسی میں حیاء نہ ہو تو وہ جو کچھ مرضی آئے کرنے، اور یہ حیا عقیدہ آخرت اور احکامات الہی سے رقم ہے کہ کس اعمال نامہ کے ساتھ اللہ کے سامنے پیش ہوں گے۔"

امت مسلمہ کی بزدلی

امت مسلمہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے آخری وابدی شریعت سے نوازا ہے۔ دنیا میں ۵۶ اسلامی ممالک ہیں جو دنیا کے ایک بڑے حصے اور لازوال نعمتوں سے مالا مال ہیں۔ لیکن دنیا کے جاہ و حشم کے ہوتے ہوئے بھی باہم نفاق، ایمان کی کمزوری اور یہود و نصاریٰ کی دوستی میں مدغم ہیں۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ:

"وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کی بجائے دنیا کو راضی کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور مشرکین یہود اور نصاریٰ وغیرہ کی دوستی کو احکامات الہی پر ترجیح دیتے ہیں ان کی عقلمندی مکنی کے جالے کی مانند کمزور ناقابل نفع ہے۔" ۳۰

زندگی کا سبق حق و باطل کے درمیان کشمکش سے عبارت ہے۔ ظلم، ناانصافی اور حق تلفی کے مینار خواہ جس قدر بھی بلند و بالا تعمیر کر لیے جائیں بلاخر حیت حق اور انصاف کے ساتھ دینے والوں کی ہوتی ہے۔ اور یہ فتح صبر استقامت اور حکمت عملی سے ہی تعبیر کی جاسکتی ہے۔ چشم تاریخ نے بارہا اس قرآنی ارشاد کا مشاہدہ کیا۔ تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے کہ جن لوگوں نے محض اللہ تعالیٰ کو جھٹلانے کے لیے سرکشی کی ان کا انجام زمانہ قدیم سے عذاب رہا۔ لیکن جو لوگ عبادت اور نیکی کا کام محض دکھاوے کے لیے کرتے ہیں

یا اللہ تعالیٰ سے ان تمام کاموں کا بدلہ دنیا میں ہی لے لینا چاہتے ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں بدلہ عطا فرمادیتے ہیں۔ لہذا جب وہ نیک اعمال کا بدلہ لے چکے تو آخرت میں خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے جہنم کے ہی حقدار ٹھہریں گے۔^{۳۱}

مسلمانوں میں قوت ایمانی کی کمی اور مقامات مقدسہ کی حرمت سے چشم پوشی حیران کن ہے۔ دوستی کا دعویٰ کرتے ہیں تو یہود سے جو منسوخ مذہب ہونے کے باوجود اپنے مقامات مقدسہ کے حصول کے لیے ساری دنیا سے لڑنے کو تیار ہیں۔ لیکن مسلمان جن پر جہاد فرض کیا گیا وہ اس سے چشم پوشی غیر مسلم آقاؤں کا قرب حاصل کرنے یا خوشی کے لیے کر رہے ہیں اور جس عزت و وقار کی فتح یابی اور مدد کے وعدہ الہی کے بارے میں شکوک میں مبتلا ہیں۔

"مومنین اگر جہاد کا ارادہ کریں اور ان کے لیے کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ وعدہ ہے کہ ان کی تعداد کے ساتھ ان کی رحمت شامل ہو جائے گی اور پھر تعداد یا ہتھیاروں کی گنتی سے فرق نہیں پڑے گا۔ اور رضائے الہی پر عمل کرنے کے باعث ان کی رحمت کے حقدار ٹھہریں گے۔"^{۳۲}

فلسطین میں بہت سی پابندیوں، حصار اور جھڑپوں کے باوجود اسرائیل کو اپنی بالادستی پر شک ہوایا شاید اس سے قبل دو عالم اسلام کے ایمان اور اتحاد کو جانچنے کی کوشش کر رہا تھا کہ کہیں کوئی شدید رد عمل نہ آجائے۔ اسلامی فوجی اتحاد کے سرکردہ ممالک اور ایٹمی طاقت رکھنے والے ممالک کو ہوش نہ آجائے۔ لیکن چشم کائنات نے دیکھا کہ اہل ایمان یا اہل اسلام کا جو رعب اللہ تعالیٰ نے کفار کے دلوں میں بٹھایا تھا اسے امت مسلمہ نے خود دنیا پرست بن کر ختم کر دیا۔ اور فلسطین کے نہتے مسلمانوں پر جارحیت سے ظلم کا سنہری موقع یہود کے ہاتھ آگیا بقول سید قطب:

"یہود کچی گولیاں نہیں کھیتے وہ ایسے حکمرانوں کو ایوان بالا تک پہنچانے میں تمام طاقت صرف کرتے ہیں جن کے دل ایمان سے خالی ہوں۔ ان کی ہر طرح سے مالی و عسکری معاونت کی جاتی ہے تاکہ وہ ان کے مطیع بن کر رہیں۔"^{۳۳}

جہاد کے بارے میں ہمارا خون ٹھنڈا ہو چکا ہے یہاں تک کہ مظلوم کی مدد کی غیرت و حمیت بھی مسلم معاشرے سے مفقود ہو گئی ہے۔ مسجد اقصیٰ کی حرمت جس کے گرد برکات کا نزول ہوتا ہے قرآن پاک میں بھی حرمت و عظمت کا اعتراف کیا گیا ہے۔

"مسجد اقصیٰ کا تمام مذہب کے لیے مقدس مقام ہونے اور مرکزیت کی مثال معراج النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر تمام انبیاء کرام علیہ السلام کو زمان و مکاں کی قید سے نکال کر ایک ہی محفل میں رسول کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امامت میں عبادت الہی کے لیے یکجا کر کے اس مقام کی تقدیس کی گئی۔"^{۳۴}

ذاتی مفادات کے لیے امت مسلمہ کو اس کے تحفظ سے کوئی سروکار نہیں تو کیا کل کو حرمت بقائے حریم شریف مکہ و مدینہ کی سالمیت پر بھی ایسا ہی رد عمل ہوگا؟ اگر یہ سبق ہم نے خوب اچھا سا پڑھ لیا ہے کہ جنگ میں کسی کا فائدہ نہیں تو یہ سبق ہم نے پڑھا اور پڑھانے والے تو اس پر عمل نہیں کر رہے ہاں البتہ ہم اللہ کے حکم سے منحرف ہو گئے۔ قرآن پاک دیگر مقامات پر جہاد کے بارے میں ارشاد ہوا ہے اس ضمن میں عماد الدین اپنی تفسیر ابن کثیر میں بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں پر جہاد کو فرض کر دیا گیا ہے اگرچہ اس

میں حصہ لینا انسان کی طبیعت پر اکثر ناگوار گزرتا ہے کہ وہ اپنی زندگی کے عیش و آرام کو چھوڑ کر سفر اور میدان جنگ کی صعوبت برداشت کرے لیکن فرضیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جو فوائد اس کے بدلے میں رکھے ہیں وہ محض تقویٰ کی بنیاد پر ہیں۔ یعنی قربانی درکار ہوتی ہے رضائے الہی کے حصول کی خواہش کے ساتھ۔ جنگ و جدال اسلام کا بھی پسندیدہ امر نہیں بلکہ بوجہ اس کی اجازت و فرضیت ہے۔^{۳۵}

لیکن امت مسلمہ کی موجودہ صورتحال کچھ یوں ہے:

"لَا هَيْئَةَ قُلُوبُهُمْ" (الانبیاء ۳)

"ان کے دل کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔"

اور شاید روئے زمین پہ اللہ کا حکم ماننے والے وہ مٹھی بھر مسلمان ہی رہ گئے ہیں۔

یہود و مسلم دوستی کا تنقیدی جائزہ

یہود ہمیشہ سے ہی جھوٹی آرزوؤں، خود ساختہ بیانات، عقائد اور اوہام و خیالات میں پڑی ہوئی قوم ہے جس نے موسیٰ علیہ السلام سے شریعت کا تقاضا کیا اور ان کو کوہ طور پر جانے کے بعد گوسالہ بچھڑا بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی۔ پھر کتاب اللہ میں تحریف کے مرتکب ہوئے۔ اللہ کے حکم سے روگردانی کی، انبیاء کرام علیہ السلام کو ناحق قتل کیا، احکام السبت کی نافرمانی کی اور ایسی سزا پائی کہ نعوذ باللہ اقوام عالم میں کسی نے نہ پائی۔ ان پر بار بار اللہ پاک نے تباہی کا عذاب بھیجا لیکن یہ چند ایک ہی فتنہ فساد کے لیے کافی ٹھہرے۔ ان کے نزدیک اپنے علاوہ دیگر مذاہب اور ان کے پیروکار سب کمتر ہیں۔ نبی آخر الزماں ﷺ کو اپنا دشمن خیال کرتے اور قرآنی آیات کا تمسخر اڑایا۔ ان کی اس روش کو پیر کرم شاہ احکامات قرآنیہ کے تناظر میں ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں کہ:

"عبادت اطاعت اور خوف کی حقدار صرف ذات الہی ہے۔"^{۳۶}

غزوہ خیبر کے دوران رسول اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے زہر خورانی کا انتظام کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ جانتے ہیں کہ قرآن برحق کلام الہی ہے لیکن وہ مسلمانوں سے دشمنی میں ہر حد تک چلے جاتے ہیں۔ قرآن کی موجودگی میں ان کا خیال کہ 'ہم اللہ کے پسندیدہ ہیں' خام خیالی محسوس ہوتا ہے۔ اور مومنین پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا حسد ان کے رگ و پے میں سرایت کر گیا ہے۔ اوائل اسلام سے ان کی کوششیں دین اسلام کو مٹانے اور اللہ تعالیٰ کی مغضوب قوم بنانے میں مرکوز ہے۔ خواہ وہ ابن السبا کی شرارتیں ہوں، کعب بن اشرف کی شاعری یا رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے گستاخانہ سوالات پوچھنا۔ لیکن ان کے حسد میں کبھی کمی نہ آئی۔ صد افسوس ان مسلم ممالک پر اور ان کے یہود دوستی پر جو یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں کا خون خواہ جتنا بھی بہہ جائے ہم یہود کی راہ نہ روکیں گے ورنہ ہمارے تجارتی معاملات خراب ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات کے خلاف اور رزق کے حریص ہونے پر خوف الہی بھی ان پر غالب نہیں آتا کہ مومن کی حرمت کی قدر و قیمت سے نا آشنا ہو گئے ہیں۔ یہود کی وہ تہذیب اپنی جو یہود دوسرے یہودی کے لیے پسند نہیں کرتے وہ باہم ایک ملت ہو کر رہتے ہیں لیکن گمراہی کی حربے وہ امین کو گمراہ کرنے اور ان کی اقتصادیات و وحدت کو کمزور کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ خواہ وہ سوشل میڈیا ہو، مختلف واقعات اور محبت کے سالانہ دن ہو یا Hellovine night جسے پوری دنیا اسلام بالخصوص عرب ممالک نے مذہبی فریضے کے طور پر اس وقت منایا جب فلسطین خون میں نہا رہا تھا۔ پیاس اور درد سے بلک رہا تھا۔ جماعتی بے حسی کی ایسی بدترین مثال چشم عالم نے اس سے قبل نہ دیکھی ہوگی۔

مسلمان آج اپنے اوپر مسلمان کا صرف لیبل لگا کر سمجھتے ہیں کہ بخشش کے لیے یہ لیبل ہی کافی ہے جو کہ سراسر زعم یہود کے مترادف ہے۔ قرآنی بیان کے مطابق پیر کرم شاہ یہود کے اعمال ان کی خود فریبی کے بارے میں رقم طراز ہیں کہ یہود کی روگردانی کی جرات کا سبب ان کا وہ فریب ہے جو خود کو دے رہے ہیں کہ انہیں عذاب نہ دیا جائے گا اور اللہ تعالیٰ کی صفات پر بہتان لگا کر اپنی عقل کو ظاہر کرتے ہیں۔^{۳۷}

مسلمان بھی اسی گمان میں ہیں کہ یہ بہ دعائے رسول نبی آخر الزماں ﷺ ہم پر یک لخت عذاب نہیں آئے گا۔ لیکن اس حقیقت سے نظر چراتے ہیں کہ کیا ہم رسول پاک ﷺ کی امت کہلانے کے حقدار بھی ہیں کہ رسول پاک ﷺ جب روز قیامت اپنے امتیوں کی شفاعت فرمائیں گے تو کیا امت کی قطار میں ہم بھی ہوں گے۔ ارشاد رسول کریم ﷺ ہے:

"جس شخص کے دل میں رائی برابر بھی ایمان ہو گا۔"

لمحہ فکر یہ یہ ہے کہ کیا ایمان کا وہ ذرہ ہمارے دلوں میں مؤجزن بھی ہے یا کہیں دنیا کی چمک دمک میں کھو گیا ہے۔

گمان شفاعت ہے ذرہ ایمان قلب سے

اس زرے کو بھی مطلوب ہے کامل مسلمان

چشم آدم محو نظارہ ہے فلسطین، کشمیر، عراق، افغانستان خون میں نہلا دیئے گئے۔ اقصیٰ شب روز خون کے آنسوؤں اور آہ و بکا سے غسل کرتی ہے۔ پانی غزہ سے باہر کھڑا ہے۔ اقوام متحدہ غزہ والوں سے تیل مانگتی ہے۔ انگشت بدنداں ہے فکر عالم ان ماتم کدوں کے متولیوں پر جو سینکڑوں سال قبل ہونے والے کربلا کے ظلم پر تو ماتم کرتے ہیں جس پر وہ بے بس ہیں جو بس میں ہے اس پیاس کا تدارک کرنے آگے نہیں بڑھتے۔ مسلم ممالک مصروف ہیں تو اپنے اقتصادی صلاحیتیں بڑھانے میں۔ اس رزق کی تلاش میں کہ جس کو دینے کا وعدہ اللہ نے کیا لیکن مغفرت تو خود تلاش کرنی ہے اللہ پاک مسلم امہ پر رحم فرمائیں۔

نتیجہ بحث

قرآن پاک میں واضح حکم ہے کہ یہ یہود و نصاریٰ کبھی تمہارے دوست نہیں ہو سکتے بلکہ یہ ایک دوسرے کے دوست یعنی مددگار ہیں۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ"^{۳۸}

"اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست مت بناؤ یہ (سب تمہارے خلاف) آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں، اور تم میں سے جو شخص ان کو دوست بنائے گا بیشک وہ (بھی) ان میں سے ہو جائے گا، یقیناً اللہ ظالم قوم کو ہدایت نہیں فرماتا۔"

لیکن عالم اسلام یہود کی تمام تر تاریخ اور شیطانی اعمال سے واقف ہوتے ہوئے بھی قرآن پاک کے احکامات سے انحراف کرتے ہوئے ان سے دوستی کر رہے ہیں اور مسلمانوں کو باہم بھائی بنانے اور ایک دوسرے کی مدد اور جہاد کے حکم کے باوجود دنیا کے مال و متاع کی رغبت میں یہود کے ہاتھوں میں کھیل رہے۔ امت مسلمہ کو اپنی وحدت کی شناخت کرنا ہوگی ورنہ عنقریب اقصیٰ کے ساتھ مکہ اور مدینہ بھی ان کے ہاتھوں میں نہیں رہیں گے۔ آج دنیا بھر میں فلسطین کے حق میں مظاہرے ہو رہے ہیں اور عرب ممالک یہود و نصاریٰ کی دوستی کا دم بھرتے

ہوئے مجرمانہ خاموشی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ اس سے قبل کہ اسلام کا شیرازہ بکھر جائے امت مسلمہ کو ایک نکتہ پر جمع ہونے کی ضرورت ہے اور وہ ہے ملی وحدت۔

حوالہ جات:

- ^۱ سعیدی، تبیان القرآن، (لاہور: فرید بک سٹال، 2010)، ص ۱۴۸
- ^۲ کتاب مقدس (لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، 2008) گنتی 33:50
- ^۳ مودودی، سید، ابوالاعلیٰ، یہودیت قرآن کی روشنی میں، ص 290
- ^۴ تبیان القرآن جلد ۱، ص ۲۲۹
- ^۵ تبیان القرآن، جلد ۳، ص ۲۳۹
- ^۶ قرطبی، امام ابو بکر، تفسیر قرطبی، مترجم پیر کرم شاہ الازہری، (لاہور ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۲)، جلد اول، ص ۴۰۶
- ^۷ سید، قطب، ابراہیم حسن، الشرعی فی ظلال القرآن، اشاعت پنجم (بیروت، دار الشروق، ۱۴۱۲ھ) جلد اول، ص 76-77
- ^۸ تبیان القرآن، جلد اول، ص ۴۶۱
- ^۹ تفسیر قرطبی، جلد اول، ص ۴۸۲
- ¹⁰ Mohammad Riaz Raó, Átif Aslam, Dr The Quránic Státément on the Jewish disobedient Majalla yi Taleem o Tahqiq Islamabad Issué I- vol 4. January- March 2022 ISSN (P): 2618-1355, ISSN (online:2618-1363)
- ¹¹ تبیان القرآن، جلد اول، ص ۴۹۹
- ¹² Rizvi syeda Shumaila Ruhab The Reason for the Search for the coffin Sakina Majala Byan al Hikmah p. 93-95 Issue I, vol3 2017
- ¹³ Mansoor Walid Continuation of israel's Aggression and Gaza Monthly TarjumanuaQuran june 2012
- ¹⁴ کتاب مقدس، (لاہور: پاکستان بائبل سوسائٹی، 2015) کتاب استثناء 20_17، 14
- ¹⁵ تبیان القرآن، جلد چہارم، ص ۱۲۸
- ¹⁶ Markazi, Mohammad Razá, Worst Enemies of Muslims Are Jews, p48 Al Barkat Foundation Mali Village Nasik India 2020
- ^{۱۷} سید قطب، یہود کے ساتھ ہمارا معرکہ، ص 19، انٹرنیٹ ایڈیشن از ارم جاوید کمال الدین
- ¹⁸ صحیح المسلم، (بیروت لبنان)، حدیث نمبر: 6589، ایڈیشن جدید
- ¹⁹ تبیان القرآن، جلد سوم، ص ۲۷۱

^{۲۰} القرآن الکریم، سورۃ المائدہ، آیت 82

^{۲۱} الازہری، پیر کرم شاہ، تفسیر ضیاء القرآن، (لاہور: ضیاء القرآن پبلشرز، ۲۰۰۹)، جلد اول، ص ۲۴۲

^{۲۲} بیان القرآن، جلد اول، ص ۲۵۲

^{۲۳} سعیدی، غلام رسول، تبیان القرآن، (لاہور: فرید بک سٹال، 2010)، جلد دوم، ص 204

^{۲۴} ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر قرطبی، (لاہور، المکتبہ السلفیہ)، جلد اول، ص ۵۰۶

^{۲۵} بیان القرآن، جلد اول، ص ۳۷۹

²⁶ Gílaní Iftikhár, Máasla flastiíne aúr sadí ka amricí zulam, Mahnama Alamí Tarjúman ál

Qúran April 2020

²⁷ Shah Mansoor, Abu Lubaba, Áqsa ke Ánsóo, p135-136, Ál-Áqsa Públishers Lahore, 2008

^{۲۸} تفسیر ابن کثیر، جلد پنجم، ص ۴۵۸

²⁹ ابن ماجہ، حدیث نمبر: 4183، ایڈیشن جدید

^{۳۰} مودودی، سید ابوالاعلیٰ، تفہیم القرآن، جلد سوم، ادارہ ترجمان القرآن لاہور، ۲۰۰۳، ص ۷۰۲

^{۳۱} تفسیر ابن کثیر، جلد سوم، ص ۴۴

^{۳۲} تبیان القرآن، جلد چہارم، ص ۶۹۲-۶۹۳

^{۳۳} یہود کے ساتھ ہمارا معرکہ، ص 20

^{۳۴} تفسیر قرطبی، جلد پنجم، ص ۶۲۰

^{۳۵} تفسیر ابن کثیر، جلد اول، ص ۳۰۷

^{۳۶} ضیاء القرآن، جلد اول، ص ۲۱۵

^{۳۷} تفسیر ضیاء القرآن، جلد اول، ص ۲۱۷

^{۳۸} القرآن الکریم، سورۃ المائدہ، آیت 51